فروزاں

حصہ-3

(درجہ 8 کے لئے اردو کی درسی کتاب)

تیار کردہ: صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (SCERT) بہار، پٹنہ

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ

ڈائرکٹر (پرائمری ایجوکیشن)، محکمہ تعلیم، حکومت بہار سے منظور

صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (SCERT) بہار، پٹنہ کے تعاون سے پورے صوبہ بہار کے لئے

سب کے لئے تعلیمی مہم پروگرام کے تحت

درسی کتابیں برائے

مفت تقسیم

شائع کی گئیں۔ کتاب کی خرید وفروخت قانوناً جرم ہے۔

© بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ، پٹنہ

S.S.A. - 2015-16   1,86,179

:شائع کردہ:

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ

پاٹھیہ پستک بھون، بدھ مارگ، پٹنہ۔ 800001

مطبوعہ گیان آفسٹ، پٹنہ۔ 800006 (ٹکسٹ کے لئے .H.P.C کا .G.S.M 70 سفید واٹر مارک Cream Wove کاغذ استعمال میں لایا گیا اور سرورق کے لئے .G.S.M 130 واٹر مارک .H.P.C کا سفید کاغذ استعمال میں لایا گیا۔) سائز (24 x18 cm) 1/8 DC

پیش لفظ

محکمہ تعلیم، حکومت بہار کے فیصلے کے مطابق، اپریل 2009ء سے پہلے مرحلہ میں ریاست کے درجہ IX کے طلباء وطالبات کے لئے نئے نصاب کو نافذ کیا گیا۔ اسی کے تحت تعلیمی سال 11-2010 کے لئے درجہ I، III،VI اور X کی تمام لسانی اور غیر لسانی درسی کتابوں کا نصاب نافذ کیا گیا۔

اس نئے نصاب کے تحت قومی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (NCERT)، نئی دہلی کے ذریعہ تیار کردہ درجہ X کے حساب (ریاضی) اور سائنس نیز صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (SCERT)، بہار، پٹنہ کے ذریعہ تیار کردہ درجہ I، III،VI اور X کی تمام درسی کتابیں بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ کی جانب سے سرورق کی ڈیزائننگ کرکے شائع کی گئیں۔ اس سلسلے کی کڑی کو آگے بڑھاتے ہوئے تعلیمی سال 2011-2012 کے لئے درجہ II، IV اور VII کی نئی درسی کتابیں صوبے کے طلباء وطالبات کے لئے فراہم کی گئیں اور تعلیمی سال 13-2012 کے لئے درجہ V اور VIII کی نئی کتابیں دستیاب کرائی گئیں۔ ساتھ ہی ساتھ درجہ II، IV اور VII کی کتابوں کا نیا ترمیم واضافہ شدہ ایڈیشن بھی اسی سال ایس سی ای آر ٹی، بہار، پٹنہ کے تعاون سے شائع کیا گیا!

ریاست بہار میں معیاری اسکولی تعلیم کے لئے معزز وزیر اعلیٰ، بہار جناب جیتن رام مانجھی، وزیر تعلیم، جناب برشن پٹیل اور محکمہ تعلیم کے پرنسپل سکیرٹری، جناب آر۔ کے۔ مہاجن کی رہنمائی کے تئیں ہم تہہ دل سے شکرگزار ہیں۔

این سی ای آر ٹی، نئی دہلی اور ایس سی ای آر ٹی، بہار، پٹنہ کے ڈائرکٹر صاحبان کے بھی ممنون ہیں، جن کا بیش قیمت تعاون ہمیں ملا۔

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ طلباء، سرپرستوں، معلموں نیز ماہرین تعلیم کے تبصروں اور مشوروں کا ہمیشہ خیر مقدم کرے گا، تاکہ ریاست کو ملک کے تعلیمی شعبہ میں بلند مقام حاصل ہو سکے۔

دلیپ کمار .I.T.S

مینجنگ ڈائرکٹر

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ

اپنی بات

قومی نصاب کا خاکہ (N.C.F.2005) کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے ، بہار نصابی خاکہ (B.C.F.2008) تیار کیا گیا ہے۔ جس میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ قومی تعلیمی پالیسی 1986 میں مذکور بچوں کی تعلیم کے بنیادی نکتہ (''ایک ایسے نظام تعلیم کو فروغ دیا جائے جس میں بچوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہو'') کی جانب مزید پیش رفت ہو سکے۔ نصاب کے رہنما اصول کے مطابق بچوں کو رٹنے کی عادت سے نجات دلانا اور ان کی معلومات کو کتاب کے باہر کی زندگی سے جوڑنا ضروری ہے یعنی ہماری اس درسی کتاب میں سیکھنے کا عمل رٹنا نہ ہو کر بچوں میں سمجھ کو فروغ دینے والا ہوگا۔ درسی کتاب کے تمام ابواب سرگرمیوں پر مبنی ہیں۔ جن سے بچے خود مشاہدہ اور تلاش وجستجو کے ذریعہ منطقی قوت کو فروغ دے پائیں گے، نیز وہ اپنی پوشیدہ تخلیقی صلاحیتوں کو بھی فروغ دے سکیں گے۔ ان ہی مقاصد کے حصول کے پیش نظر یہ درسی کتاب تیار کی گئی ہے جو کئی مراحل سے گزر کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس کتاب کو تیار کرنے میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ بچے زبان کی بنیادی مہارتوں کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوں اور مشق کے ذریعہ ہی قواعد کی جانکاری بھی حاصل کر لیں۔

اس درسی کتاب کی تیاری میں بہار کے اہم تجزیہ کار، ایس. سی. ای. آر. ٹی، پٹنہ کے مختلف شعبوں کے ماہرین اور صوبہ کے اساتذہ کرام کی آراء اور مشوروں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ مختلف سطحوں پر کئی ورک شاپ منعقد کر کے ملک کے مختلف ناشرین کی مطبوعات سے استفادہ کرتے ہوئے کتاب کے مسودے کو حتمی شکل دی گئی ہے۔ اس میں بچوں کی زبان، ان کے ذوق، ذہنی معیار اور دلچسپی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسباق کا انتخاب کیا گیا ہے تاکہ ان کے اندر زبان کی

سمجھ اور پڑھنے کا شوق فطری طور پر پیدا ہو سکے۔

کتاب کے لئے تیار کئے گئے مسودہ کو صوبہ کے مختلف اضلاع کے منتخب اور مخصوص اسکولوں میں ٹرائل کے بعد موصولہ مشوروں اور درجہ vi,iv,iii اور vii کی مطبوعہ کتابوں سے موصولہ مشوروں (FEED BACK) کی روشنی میں مزید ترمیم واضافہ کر کے درس وتدریس کے ماہرین، قلمکاروں اور اساتذہ کی نظر ثانی کے بعد یہ کتاب پیش کی جارہی ہے۔لہذا ساتویں جماعت کے بعد اب آٹھویں جماعت کے لئے یہ کتاب پیش خدمت ہے۔

ہم ان تمام اساتذہ اور قلمکاروں (جن کی نگارشات اس کتاب میں شامل ہیں) کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جن کا تعاون اس کتاب کو دلچسپ، مفید اور معلوماتی بنانے میں شامل رہا۔ساتھ ہی ورک شاپ میں شامل ہونے والے دیگر تمام اساتذہ، ماہرین اور تجزیہ کاروں کے بھی ممنون ومشکور ہیں جن کی اجتماعی کاوشوں کے نتیجے میں ایسی کارآمد اور خوبصورت کتاب سامنے آسکی۔

اس کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے میں اساتذہ کرام، گارجین حضرات، ماہرین تعلیم اور قلم کاروں کے مفید مشوروں کا ہمیں انتظار رہے گا۔

حسن وارث

ڈائرکٹر

صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت

بہار، پٹنہ

رہنما کمیٹی برائے فروغ درسی کتب

☆ جناب راہل سنگھ
اسٹیٹ پروجیکٹ ڈائریکٹر بہار ایجوکیشن پروجیکٹ کونسل، پٹنہ

☆ جناب امت کمار
اسسٹنٹ ڈائرکٹر، پرائمری ایجوکیشن محکمہ تعلیم ،حکومت بہار

☆ جناب رام شرنا گت سنگھ،
جوائنٹ ڈائرکٹر محکمہ تعلیم ،حکومت بہار، پٹنہ

☆ ڈاکٹر گیان دیومنی ترپاٹھی
پرنسپل میتری کالج آف ایجوکیشن اینڈ مینجمنٹ ،حاجی پور

☆ جناب حسن وارث
ڈائرکٹر ایس سی ای آر ٹی، پٹنہ

☆ جناب مدھوسودن پاسوان
پروگرام آفیسر، بہار ایجوکیشن پروجیکٹ کونسل، پٹنہ

☆ ڈاکٹر سید عبدالمعین
صدر، ٹیچرس ایجوکیشن ،ایس سی ای آر ٹی، پٹنہ

☆ ڈاکٹر شویتا شانڈلیہ
ایجوکیشن اکسپرٹ، یونیسیف، پٹنہ

درسی کتاب ڈیولپمنٹ کمیٹی

سبجیکٹ ایکسپرٹ:

☆ڈاکٹر قاسم خورشید	:	صدر شعبہ لسانیات، ایس.سی.ای.آر.ٹی، پٹنہ

مرتبین:

☆ ڈاکٹر نسیم احمد نسیم	:	لکچرار، جی ایم کالج، بتیا
☆سید فضل وارث	:	معلم، اردو پرائمری اسکول، جوڑا مسجد، مانپور، گیا
☆ڈاکٹر شکیل احمد علائی	:	معلم، گرلس اردو پرائمری اسکول سرائے، گیا
☆الحاج بلند اختر	:	معلم، مڈل اسکول، ذکی بیگھا، ڈیہری، سہسرام
☆ڈاکٹر شعیب الدین	:	معلم، مڈل اسکول منہونہ، فتح پور، گیا
☆محمد تنویر عالم	:	معلم، پرائمری اسکول، سکونت کلاں، بہار شریف، نالندہ

نظر ثانی:

☆ڈاکٹر محمد اسرائیل رضا	:	پروفیسر، شعبۂ اردو، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ
☆ڈاکٹر شہاب ظفر اعظمی	:	اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ

فہرست

نمبر شمار	موضوع	مصنف	صفحہ نمبر
1	حمد (عنایت رحمٰن کی)	مسعود عظیم آبادی	1
2	نعت	امام احمد رضا خاں بریلوی (برائے مطالعہ)	6
3	اردو زبان	مولوی عبدالحق	8
4	تعلیم و تربیت (مضمون)	سرسید احمد خاں	16
5	دنیا (نظم)	نظیر اکبرآبادی	23
6	نصیحت (کہانی)	ماخوذ	29
7	مجاہد آزادی ڈاکٹر سید محمود (مضمون)	ماخوذ	38
8	نوائے جرس (نظم)	علامہ جمیل مظہری	47
9	جہانگیر کا انصاف (ڈراما)	ماخوذ	53
10	جاوید کے نام (نظم)	ڈاکٹر محمد اقبال (برائے مطالعہ)	62
11	عاصم بہاری اور ان کے کارنامے (سوانح)	ماخوذ	64
12	حاجی بیگم (مضمون)	ماخوذ	73
13	شہسوار کربلا (نظم)	حفیظ جالندھری	79
14	ایشیا اور یورپ	پنڈت جواہر لال نہرو	81

15	سرائے فانی (نظم)	مرزا شوقؔ لکھنوی	88
16	قدرتی آفات سے حفاظت (مضمون)	ماخود	94
17	ماں کا خواب (نظم)	ڈاکٹر محمد اقبالؔ	106
18	بیراگی (تلخیص)	نیر مسعودؔ	112
19	ماہر طیور سالم علی (مضمون)	ماخوذ	122
20	غزلیات	حسنؔ نعیم، ناوکؔ حمزہ پوری	130
21	محنت سونا سے بہتر ہے (غیر ملکی کہانی)	ماخوذ	144
22	رباعیات	حالیؔ، شوقؔ، نیموی، امجدؔ حیدرآبادی، جمیلؔ مظہری	153

سبق-1

حمد پاک

عنایاتِ رحمٰن کی

بنام خدا ہم نے کی ابتدا
جو ہے مہر باں ، رحم والا بڑا

ہیں کیا کیا عنایات رحمٰن کی   اسی نے دی تعلیم قرآن کی
اسی نے یہ انسان پیدا کیا   اسی نے سکھایا اسے بولنا
جو ہیں آسماں پہ مہ و آفتاب   مقرر ہے چلنے کا ان کے حساب
ہیں برگ و شجر زینتِ گلستاں   اسی کی ثنا میں ہیں رطب اللساں
خدا کے فضائل کروں کیا بیاں   کیے ہیں اسی نے بلند آسماں
اسی نے بنائی ہے میزان یہ   ہے انصاف کی ایک پہچان یہ
پرکھ اس میں رکھی ہے ایمان کی   کہ حد سے نہ آگے بڑھے کوئی بھی
ہدایت ہے تم تول میں ٹھیک دو   کم وبیش اس میں نہ ہرگز کرو
زمیں کو اسی نے ہے پیدا کیا   کہ جس پر رہے ساری خلق خدا
کھجور اور پھل کے ہیں پودے یہاں   غلافوں میں خوشے ہیں جن کے یہاں
اسی پر وہ غلّے بھی پیدا ہوئے   نہاں جن کے چھلکوں میں دانے کیے
حسیں پھول بھی ہیں لگے چار سو   کہ پھیلی ہے جن کی مہک کو بہ کو

پھر، اے انس وجاں دیکھ رب کی عطا
تو کس کس عنایت کو جھٹلائے گا

• مسعود عظیم آبادی

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

پڑھئے اور سمجھئے

حمد: اس نظم کو کہتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور توصیف بیان کی جائے

مشکل الفاظ کے معانی

لفظ	معنی
حمد	اللہ تعالیٰ کی بڑائی
رحمٰن	رحم کرنے والا (اللہ کی صفات میں سے ایک صفت)
ابتدا	شروعات
عنایات	عنایت کی جمع، بخشش
رطب اللسان	تعریف میں مشغول
مہ و آفتاب	چانداور سورج
میزان	ترازو
برگ و شجر	پتے اور درخت
نہاں	اندر، پوشیدہ
زینت	خوبصورتی
کوبہ کو	ہرطرف
ثنا	تعریف
انس وجاں	انسان، ذی روح

1.	درج ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں، صحیح جواب کی نشاندہی کیجئے

(i) حمد کے پہلے شعر میں خدا کی کون سی صفت بیان کی گئی ہے؟

(الف) مہربانی (ب) رحم

(ج) دونوں (د) ان میں سے کوئی نہیں

(ii) سورج اور چاند کے چلنے کا حساب کس نے مقرر کر رکھا ہے؟

(الف) سائنسدانوں نے (ب) حکمرانوں نے

(ج) خدا نے (د) کسی نے نہیں

(iii) اس نظم میں لفظ 'بلند' آیا ہے درج ذیل میں بلند کی ضد کیا ہے؟

(الف) نیچا (ب) پست

(ج) نشیب (د) اونچا

(iv) صحیح تولنا کس صفت کو ظاہر کرتا ہے؟

(الف) بہادری کو (ب) انکساری کو

(ج) وفاداری کو (د) ایمانداری کو

(v) کس طرح کی نظم کو 'حمد' کہتے ہیں؟

(الف) جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہو

(ب) جس میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعریف ہو

(ج) جس میں اللہ کی تعریف ہو

(د) جس میں خدا اور رسولؐ دونوں کی تعریف ہو

2.	سوچئے اور بتایئے

(i) حمد کسے کہتے ہیں۔ اس حمد کے شاعر کون ہیں؟

(ii) قرآن کی تعلیم کس نے دی؟

(iii) پہلا شعر کس آیت کا ترجمہ ہے، عربی میں لکھیں

(iv) خدا نے پیائش کے لئے کیا بنائے اور ہمیں ناپ تول کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے؟

(v) خدا کی تعریف میں کون رطب اللسان ہے؟

(vi) خدا اپنی قدرت اور حکمت میں بے مثال ہے، سمجھائیں۔

(vii) کسی پانچ نعت گو شاعروں کے نام لکھیں۔

3. **واحد سے جمع بنائیں**

عنایت	تعلیم	فضیلت	ہدایت	خلق	عطیہ
صفت	ورق	شجر			

4. **مصرعے کے صحیح جوڑے ملائیں**

ہیں کیا کیا عنایات رحمٰن کی	کم وبیش اس میں ہر نہ گز کرو
خدا کے فضائل کروں کیا بیاں	کہ پھیلی ہے جن کی مہک کو بہ کو
ہدایت ہے تم تول میں ٹھیک دو	کہ حد سے نہ آگے بڑھے کوئی بھی
حسیں پھول بھی ہیں گئے چار سو	اسی نے دی تعلیم قرآن کی
پرکھ اس میں رکھی ہے ایمان کی	کئے ہیں اسی نے بلند آسماں

سمجھئے اور کیجئے

اس حمد میں ایک لفظ گلستاں، آیا ہے، جو اسم ظرف کی مثال ہے

اسم ظرف اس اسم کو کہتے ہیں جس سے کسی جگہ، اور وقت کو سمجھا جائے۔

جیسے، باغ، عجائب گھر، شام، صبح وغیرہ۔

درج ذیل الفاظ میں سے اسم ظرف کو چن کر کاپی پر لکھئے۔

کرسی گلشن ، امتحان ، بھائی، چڑیا گھر، خوبصورت، شریف

ڈاکخانہ، امام باڑہ، دِلّی، باغیچہ، ہاتھی ،اصطبل ،رکشہ

عملی سرگرمی

1۔ یہ نظم خدا کی تعریف وتوصیف سے متعلق ہے۔ایسی تین نظموں کو جمع کیجئے اور اپنے دوستوں کو سنایئے۔

2۔قرآن پاک سے سورہ رحمٰن کا ترجمہ نقل کر کے لائیں۔

سبق-2

برائے مطالعہ

نعت

اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں ، روتے ہنسا دیئے ہیں

اِک دل ہمارا کا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیے ہیں

اُ ن کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں ، سب غم بھلادیے ہیں

آنے دو یا ڈُبودو، اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی ، لنگر اُٹھا دیے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا ؟
رورو کے مصطفٰے نے دریا بہادیے ہیں

• امام احمد رضا خاں بریلوی

مشکل الفاظ کے معنی

لفظ	معنی
غنچے	کلیاں
کوچے	گلیاں
رحمت	خدا کی مہربانی، رحم
آزار	تکلیف
نثار	قربانی
کشتی	ناؤں
لنگر	سمندری جہاز کو روکنے کے لیے لنگر کا استعمال کیا جاتا ہے
جہنم	دوزخ

سبق-3

اُردو زبان

اردو زبان دنیا کی جدید زبانوں میں سے ہے اور رفتہ رفتہ یہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ زبان نہ کسی کی ایجاد ہوتی ہے اور نہ کوئی اسے ایجاد کرسکتا ہے۔ جس اصول پر بیج سے کونپل پھوٹتی ہے، پتے نکلتے ہیں، شاخیں پھوٹتی ہیں، پھول لگتے ہیں اور ایک دن وہی ننھا سا پودا ایک تناور درخت ہوجاتا ہے اسی اصول کے مطابق زبان پیدا ہوتی، بڑھتی اور پھلتی پھولتی ہے۔

اردو زبان اس زمانے کی یادگار ہے جب مسلمان ہندوستان میں آئے اور اہل ہند سے اُن کا میل جول روز بروز بڑھتا گیا، اس وقت سے ملک کی زبان میں معمولی سی تبدیلی پیدا ہوئی، جس نے آخر ایک نئی صورت اختیار کرلی، جس کا ان میں سے کسی کو شان وگمان بھی نہ تھا، مسلمان فارسی بولتے آئے تھے اور ایک زمانے تک ان کی زبان فارسی ہی رہی، دربار ودفاتر میں بھی اسی کا سکّہ جاری تھا۔ فارسی زبان کی تحصیل کے بغیر ناممکن تھا کیونکہ مسلمانوں کے علوم

وفنون کا خزانہ اسی زبان میں ہے ادھر ملک میں جو زبان (قدیم ہندی یا پراکرت) رائج تھی۔ اسے بھی مسلمانوں نے سیکھا۔

عوام وہی زبان بولتے تھے چنانچہ اس مخلوط زبان میں بڑے بڑے شاعر ہوئے، شاہی درباریوں، علماء اور شعراء نے بھی یہ زبان سیکھی اور اس میں تالیف وتصنیف کا بھی سلسلہ شروع کیا۔

غرض ہندوستان کے اس میل جول سے ایک نئی زبان نے جنم لیا جس کا نام بعد میں اردو رکھا گیا، اردو کے معنی لشکر کے ہیں اور لشکری زبان جیسی ہوتی ہے، ظاہر ہے یعنی آدھا تیتر آدھا بٹیر۔ اس لئے شروع میں پڑھے لکھے لوگ اس کے استعمال سے بچتے رہے، لیکن رفتہ رفتہ اس کے قدم جمنے لگے اور مغلیہ سلطنت کے آخری دور میں شعراء نے اس بچے کو اپنے سایۂ عاطفت میں لیا اور پال پوس کر بڑا کیا۔ بہت کچھ صفائی پیدا کی اور نئی تراش خراش سے آراستہ کیا۔

مغلیہ سلطنت کے زوال پر سمندر کے راستے سے ایک نئی قوم ہندوستان پر مسلط ہوئی جو ہندو اور مسلمانوں سے بالکل غیر تھی۔ اس قوم نے اس کی انگلی پکڑی، اس نے انگلی پکڑتے اس کا پہنچا پکڑا اور دربار سرکار میں اس کی رسائی ہوگئی۔ رفتہ رفتہ دفاتر سے فارسی کو نکال باہر کیا اور خود اس کی کرسی پر جلوہ گر ہوگئی آخر ہندوستان کی قدیم راجدھانی اس کا جنم بھوم اور دوآبہ اس کا وطن ہوا۔

اب یہ دور دور پھیل چکی ہے۔ ہندوستان کے اس سرے سے اُس سرے تک چلے جایئے ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے بلکہ ہندوستان سے باہر تک جا پہنچی ہے۔ اب یہ دنیا کی جدید زبانوں میں شمار کیے جانے کے قابل ہوگئی۔

اردو ہندی نژاد اور قدیم ہندی پراکرت کی آخری اور سب سے شائستہ صورت ہے، ہندی بولی اور فارسی کے میل سے بنی ہے، اس میں سنسکرت اور پراکرت کے الفاظ ہیں وہ زمانہ دراز کے استعمال اور زبانوں پر چڑھ جانے سے ایسے ڈھل گئے ہیں کہ اصل الفاظ میں تلفظ اور لہجہ کی دقت تھی۔ بالکل جاتی رہی اور چھٹ چھنا کر پاک صاف سیدھے سادے رہ گئے جس سے زبان میں لوچ، گھلاوٹ اور صفائی پیدا ہوگئی۔

اردو کے ہندی نژاد ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ بیرونی زبانوں کا اثر اسماء وصفات میں ہوا ہے ورنہ زبان کی

بنیادیہیں کی زبان پر ہے، تمام حروف فاعل، مفعول، اضافت، نسبت، ربط وغیرہ ہندی ہیں، ضمیریں سب کی سب ہندی ہیں۔ افعال سب ہندی ہیں لیکن فارسی، عربی کے الفاظ کے اضافے نے مختلف صورتوں میں اس کی اصل خوبی میں اضافہ کردیا ہے۔ ہندی الفاظ میں دل نشینی کا خاص اثر ہے اور عربی وفارسی الفاظ میں شان وشوکت کا۔ اردو زبان کے لئے ان دونوں عنصروں کا ہونا ضروری ہے۔

عربی فارسی الفاظ نے نہ صرف لغت میں بلکہ خیالات میں بھی وسعت پیدا کردی ہے، جس سے زبان کا حسن دوبالا ہوگیا اور وہ زیادہ وسیع اور کارآمد بن گئی، مگر اصل بنیاد جس پر وہ قائم ہے ہندی ہی ہے۔ بعض غیر زبانوں کے اسماء وصفات کے اضافے سے اس کے ہندی ہونے میں مطلق فرق نہیں آسکتا مثلاً آج کل بہت سے انگریزی الفاظ داخل ہوتے جاتے ہیں لیکن اس سے زبان کی اصلیت وماہیت پر کوئی کچھ اثر نہیں پڑسکتا۔

غرض یہ زبان مختلف حیثیتوں سے ایسی قبول صورت ہوگئی ہے کہ اس کی ترقی میں شبہہ نہیں ہوسکتا، اس کی صفائی، فصاحت، صلاحیت اور ہندی، فارسی، عربی اور انگریزی کے مختلف مفید اثرات اس امر کا یقین دلاتے ہیں کہ وہ دنیا کی ہونہار زبانوں میں سے ہے۔

• مولوی عبدالحق

مشکل الفاظ کے معنی

لفظ	معنی
جدید	نیا، تازہ
گامزن	چلنے والا، تیز رو، تیز رفتار
تناور	موٹا، مضبوط، طاقت ور
دستارفضیلت	وہ پگڑی جو تعلیم کی تکمیل پر باندھی جاتی ہے، پگڑی باندھنا
تحصیل	حاصل کرنا، وصول کرنا، جمع کرنا، سیکھنا، مال گزاری، فائدہ

علوم	علم کی جمع
فنون	فن کی جمع
مخلوط	ملا جلا، گڈمڈ
تصنیف	کتاب لکھنا، مضمون بنانا
تالیف	اہل قلم کی تحریروں کا مجموعہ
خلا	خالی جگہ، زمین سے اوپر وہ خطہ زمین کی کشش ثقل کا اثر نہیں ہوتا، خلوت
عاطفت	مہربانی، لطف، عنایت، شفقت
آراستہ	سجایا ہوا، سنوارا ہوا، مسلح، ہتھیار بند، لیس
مسلط	مغلوب کیا گیا، فتح کیا گیا، مقرر کیا گیا، تعینات کیا گیا
نثر	وہ عبارت جو منظوم نہ ہو، بکھرا ہوا
شائستہ	مہذب، باسلیقہ، باتمیز، بااخلاق
فاعل	کام کرنے والا
مفعول	وہ اسم جس پر کوئی فعل واقع ہوا ہو
اضافت	اضافہ، زیادہ کرنا
ربط	لگاؤ، بندش، تعلق، میل ملاپ، راہ ورسم، نسبت
نسبت	تعلق، سگائی، کسی چیز کی طرف منسوب ہونا، منگنی
وسعت	گنجائش، کشادگی، پھیلاؤ، چوڑائی
وسیع	کشادہ، دور تک پھیلا ہوا، چوڑا
ماہیت	حقیقت، کیفیت، اصل، جوہر
فصاحت	خوش کلامی، خوش بیانی

آپ نے پڑھا اور جانا

اردو زبان دنیا کی جدید اور مقبول زبانوں میں شمار کی جاتی ہے، اس کے آغاز کا وہ دور ہے جب ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد ہوئی، ہندوستان کے مختلف علاقوں کی زبانوں اور بولیوں کے اثر سے یہ شیریں زبان وجود میں آئی جو رفتہ رفتہ مقبولیت حاصل کرتی گئی اس زبان کو سجانے سنوارنے میں عوام کے ساتھ ساتھ حکمرانوں اور صوفیاء کرام نے نمایاں رول ادا کیے۔ یہ زبان ہندوستانی، ہندوی اور ریختہ کے نام حاصل کرتی ہوئی اردو تک پہنچی۔

اُردُو کے معنی لشکر کے ہیں۔ اس زبان میں ہندی کی شیرینی اور عربی و فارسی کی شان و شوکت شامل ہے۔ یہ زبان لگاتار ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

1. درجہ ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں صحیح جواب چن کر لکھیں۔

(i) دنیا کی جدید زبانوں میں سے کون سی زبان ایسی ہے جس کے معنی لشکر کے ہیں۔

(الف) عربی　(ب) اردو

(ج) فارسی　(د) ہندی

(ii) اردو کی مقبولیت کی سب سے اہم وجہ کیا ہے؟

(الف) یہ زبان آسان ہے　(ب) اس کا رشتہ عوام سے ہے

(ج) یہ مذہبی زبان ہے　(د) یہ ہندی سے ملتی جلتی زبان ہے

(iii) ان میں سے کون سی صفت اردو زبان کی نہیں ہے؟

(الف) شیرینی　(ب) لطافت

(ج) عصبیت　(د) مقبولیت

(iv) اردو میں مفرد حروف تہجی کی تعداد کیا ہے؟

(الف) 36　(ب) 37

(ج) 38　　(د) 39

(v) 'کاشف روٹی کھائے گا' اس جملہ میں فاعل کیا ہے؟

(الف) کاشف　　(ب) روٹی

(ج) کھائے گا　　(د) ان میں سے کوئی نہیں

(iv) اُردو میں حروف تہجی میں مرکب الفاظ کی تعداد کیا ہے؟

(الف) 13　　(ب) 14

(ج) 15　　(د) 16

2. سوچئے اور بتایئے

(الف) اردو زبان کس زمانے کی ایجاد ہے؟

(ب) اردو کے معنی کیا ہے؟

(ج) کن زبانوں کے الفاظ شامل ہونے سے اردو زبان کا حسن دوبالا ہوگیا؟

(د) مغلیہ سلطنت کے بعد سمندر کے راستے سے کون سی قوم ہندوستان پر مسلط ہوئی؟

(ر) اردو زبان کون سی قدیم زبان کی آخری شائستہ صورت ہے؟

3. غور کیجئے اور بتایئے

(i) کئی زبانوں کے میل جول سے کیا وجود میں آتی ہے؟

(ii) آپ اردو کیوں پڑھنا چاہیں گے؟

4. ذیل میں دیئے گئے جملوں کے املا کو درست کریں

(i) اردو ایک پیاری زبان ہے

(ii) اردو کے معنی لسکر ہوتے ہیں

(iii) مگلیہ سلطنت کے آکھری دور میں شعراء نے اس بچے کو پال پوش کر بڑا کیا۔

(iv) اردو زبان کی سعری صنف گجل ہے۔

(v) مرجا گالب ایک بڑے شاعر تھے۔

5. واحد سے جمع بنائیں

شاعر، شجر، فن، علم، تصنیف، غرض

6. ذیل میں دیئے گئے الفاظ کی تانیث بتائیں

کمہار، لوہار، نیا، ناگ، شاعر، دھوبی

7. "باز" لاحقہ کے ساتھ چند الفاظ لکھیے:

دغا۔ جاں۔ نشانہ۔ پتنگ۔ جلد۔ دھوکہ۔ کبوتر

8. ## خالی جگہوں کو بھریں

(i) اردو زبان.....................زبان ہے

(ii) اردو زبان اس......................کی یادگار ہے

(iii) ....مسلمانوں کی مذہبی اور علمی زبان تھی۔

(iv) سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا نظم کے نظم نگار.......... ہیں

(v) ....ہماری مادری زبان ہے۔

عملی سرگرمی

☆ اردو زبان کے قدیم شاعروں اور نثر نگاروں کے نام معلوم کریں۔

☆ اپنی پسند سے بہار کے کسی شاعر اور ادیب کے بارے میں آپ جو کچھ جانتے ہیں، لکھیں۔

سبق-4

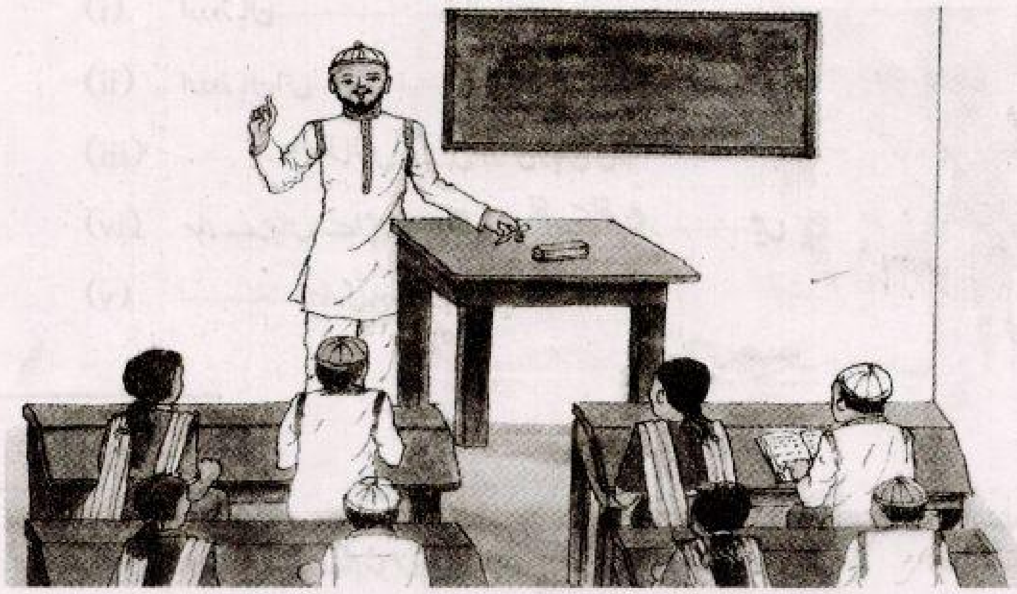

تعلیم وتربیت

تعلیم وتربیت کو ہم معنی سمجھنا بڑی غلطی ہے۔ بلکہ وہ جدا جدا دو چیزیں ہیں۔ جو قوتیں خدا تعالیٰ نے انسان میں رکھی ہیں ان کو تحریک دینا اور شگفتہ وشاداب کرنا انسان کی تعلیم ہے، اور اس کو کسی بات کا مخزن اور منبع جاننا اس کی تربیت ہے۔

انسان کو تعلیم دینا درحقیقت کسی چیز کو باہر سے اس میں ڈالنا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے دل کے سوتوں کا کھولنا اور اندر کے سرجی چشمہ کے پانی کو باہر نکالنا ہے، جو صرف اندرونی قوی کو حرکت میں لانے، اور شگفتہ وشاداب کرنے سے نکلتا ہے، اور انسان کو تربیت کرنا، اس کے لئے سامان مہیا کرنا، اور اس سے کام لینا ہے، جیسے جہاز تیار ہونے کے بعد

اس پر بوجھ لادنا اور حوض بنانے کے بعد اس میں پانی کا بھرنا۔ پس تربیت پانے سے تعلیم کا پانا بھی ضروری نہیں ہے، تربیت چاہو جتنی کرو! اور اس کے دل کو تربیت کرتے کرتے منہ تک بھر دو! مگر اس سے دل کی سرجی سوتیں نہیں کھلتیں، اور بالکل بند ہو جاتی ہیں۔

اندرونی قوی کو حرکت دیئے بغیر تربیت تو ہو جاتی ہے، مگر تعلیم کبھی نہیں ہوتی۔ اس لئے ممکن ہے کہ ایک شخص کی تربیت تو بہت اچھی ہو، اور تعلیم بہت بری۔ یہی حال ٹھیک ٹھیک ہمارے تربیت یافتہ لوگوں کا ہے، کہ تربیت تو نہایت اچھی ہے، اور تعلیم کچھ نہیں، ظاہر میں دیکھو، تو طمطراق بہت کچھ، مگر جب اصلیت ڈھونڈو تو کچھ نہیں ملبوسات اور وضع قطع سے بہت کچھ، مگر دل کی اور اندرونی قوی کی شگفتگی دیکھو تو کچھ بھی نہیں۔

نہایت عمدہ قول ہے کہ کتابوں کا پڑھا دینا تو تعلیم کا نہایت ادنیٰ اور سب سے زیادہ حقیر جزو ہے، بلکہ اس قسم کے بہت سے مضامین پڑھنے سے جس میں اندرونی قوی کی تحریک اور شگفتگی نہ ہو، جس قدر دل کے قوی کمزور اور ناکارہ ہو جاتے ہیں ایسے اور کسی چیز سے نہیں ہوتے۔

ہم اپنے ہاں کے بہتوں کا حال بالکل یہی دیکھتے ہیں کہ ان کے روحانی قوی بالکل نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور زبانی بک بک یا تکبر وغرور اور اپنے آپ کو بے مثل و بے نظیر، قابلِ ادب سمجھنے کے اور کچھ باقی نہیں رہتا۔ زندہ ہوتے ہیں، مگر دلی اور روحانی قوی کی شگفتگی کے اعتبار سے بالکل مردار ہوتے ہیں، کتابیں پڑھتے ہیں اور جس قدر عمدہ کتابیں افراط سے بہم پہنچیں ان کو اور زیادہ پڑھتے ہیں، اور ان سے تربیت حاصل کرتے ہیں اور ایسے بیل کے مانند ہو جاتے ہیں جو برابر چرتا ہے۔ اور پھر بھی چراگاہ ہی میں رہنے کی خواہش کرتا ہے۔ پس کتابیں پڑھ لینے سے انسانیت نہیں آجاتی، بلکہ وہ کتابی علم خود ان پر بوجھ ہوتا ہے۔

ہمارا مطلب یہ ہے کہ تمام خرابیوں کی جڑ جو ہم پر نازل ہے یہی ہے کہ ہم نے اپنے دل کو اور اپنے اندرونی قوی کو بالکل خراب کر دیا ہے۔ علم جو حاصل کرتے ہیں، وہ بھی بعوض اسی کے روحانی قوی کو سرسبز و شاداب کرے، ان کو پژمردہ کر دیتا ہے، اور ہمارے قوی کو جو درحقیقت سرچشمہ تمام نیکیوں کے ہیں، بالکل کمزور اور ناکارہ کر دیتا ہے، اور ہماری حالت تمام معاملات میں، کیا دین کے کیا دنیا کے، خراب ہوتی ہوئی چلی جاتی ہے۔

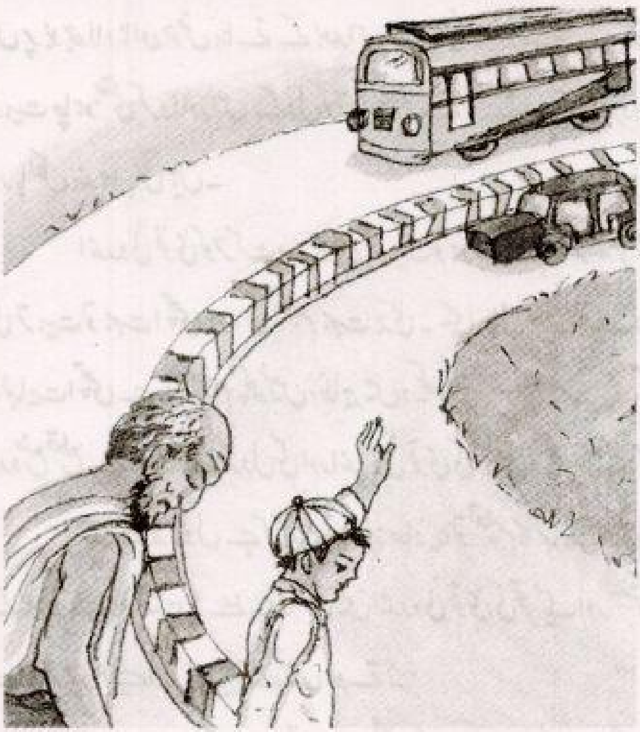

پس ہم کو اپنے پر رحم کرنا چاہئے اور ایسی تعلیم کو اختیار کرنا چاہئے جو اندرونی قویٰ کو شگفتہ اور شاداب کرے اور دل کی سوتوں کو کھول کر سرجی چشمہ سے پانی باہر نکالے جس سے ہماری زندگی سرسبز و شاداب ہو۔

● سر سید احمد خاں

مشکل الفاظ کے معنی

لفظ	معنیٰ
تعلیم	علم، پڑھانا، کچھ سکھانا
تربیت	پرورش کرنا، اچھے طور طریقے سکھانا
تحریک	ترغیب، کسی بات کو شروع کرنا
شگفتہ	کھلا ہوا
شاداب	ہرا بھرا
مخزن	خزانہ، جمع کرنے کی جگہ
مجمع	بھیڑ، ہجوم
سوت	زمین سے پانی نکلنے کی جگہ، سرچشمہ

سرچشمہ	کھلا ہوا چشمہ
قویٰ	قوت کی جمع، طاقت
طمطراق	ٹھاٹھ، شان وشوکت
عمامہ	پگڑی، دستار
جبہ	ایک طرح کا ڈھیلا کرتا جس کی آستین کلائی سے اوپر ہوتی ہے
حقیر	نیچ، کم درجے والا
جزو	ٹکڑا، حصہ
نیست ونابود	برباد ہونا، ختم ہوجانا

آپ نے پڑھا اور جانا

حصول تعلیم کو لوگ کافی سمجھتے ہیں جبکہ اس مضمون کے ذریعہ اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت بھی بے حد ضروری ہے یعنی تربیت کے بغیر تعلیم کو مکمل نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔ بعض لوگ صرف تربیت کو ہی ترجیح دیتے ہیں جس کی وجہ سے تعلیم پس پشت رہ جاتی ہے۔ یہ خیال بھی ٹھیک نہیں ہے اس لئے کہ تعلیم کے بغیر تربیت بھی نامکمل ہے۔

سرسیّد احمد خاں نے ہمیں بتایا کہ تعلیم اس طرح حاصل کی جائے کہ اُس کے ذریعہ ہمارے اندرونی قویٰ شگفتہ وشاداب ہوں۔ تعلیم وتربیت کے ذریعہ ہماری خامیاں دور ہوں اور ہمارے اخلاق وکردار بہتر ہوں۔

تعلیم کے حصول کا ذریعہ کتابیں، درس وتدریس اور دیگر ذرائع ہیں جبکہ تربیت حاصل کرنے کے لئے ہمیں اچھی صحبت، والدین، بڑے بزرگوں کی فرماں برداری اور باطنی صفائی کی ضرورت پڑتی ہے۔

1. درج ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں، صحیح جواب چن کر لکھیں۔

(i) سرسید احمد خاں نے تعلیم کے ساتھ کس چیز کو اہم بتایا ہے؟

(الف) کسرت کو　　(ب) تربیت کو

(ج) والدین کی اطاعت کو　　(د) استاد کی اطاعت کو

(ii) انسان کی اچھی تربیت کس کے ذریعہ ہوتی ہے؟

(الف) والدین کے ذریعہ　　(ب) استاد کے ذریعہ

(ج) بڑے بزرگوں کے ذریعہ　　(د) سبھی کے ذریعہ

(iii) تعلیم و تربیت کا مقصد کیا نہیں ہے؟

(الف) کردار سازی　　(ب) اچھے اخلاق

(ج) دولت کمانا　　(د) طور طریقوں میں بہتری

(iv) درج ذیل الفاظ میں کس کا املا درست ہے؟

(الف) خاب　　(ب) بالکل

(ج) خاہش　　(د) تالق

(v) درج ذیل الفاظ میں سے 'پانی' کا ہم معنیٰ کون سا لفظ ہے؟

(الف) آب حیات　　(ب) رقیق

(ج) آب　　(د) چشمہ

2. سوچئے اور جواب دیجئے

(الف) تعلیم و تربیت کو ہم معنی سمجھنا غلطی ہے کیوں؟

(ب) دل کی سوتوں کو کھولنے سے کیا مراد ہے؟

(ج) تعلیم کے ساتھ تربیت کیوں ضروری ہے؟

(د) اندرونی قوئ کیسے کمزور ہوجاتے ہیں؟

(ح) ہمیں کیسی تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت ہے؟

(و) تعلیم حاصل کرنا کیوں ضروری ہے؟ تربیت پانے کے کیا طریقے ہیں؟

3. دیئے گئے الفاظ سے ذیل کی خالی جگہوں کو پُر کریں

(ہم معنی، قول، معاملات، حرکت)

(الف) اندرونی قوی............ دیے بغیر تربیت تو ہو جاتی ہے مگر تعلیم کبھی نہیں ہوتی۔

(ب) نہایت عمدہ............ ہے کہ کتابوں کا پڑھا دینا تو تعلیم کا نہایت ادنیٰ اور حقیر جز ہے۔

(ج) ہماری حالت تمام............ میں کیا دین کے کیا دنیا کے خراب ہوتی چلی جاتی ہے

(د) تعلیم و تربیت کو............ سمجھنا غلطی ہے۔

4. نیچے لکھے الفاظ کے املا درست کریں

تمتراک	امامہ	روہانی	امدہ	خاہش

5- درج ذیل الفاظ کو اس طرح جملوں میں استعمال کریں کہ جنس ظاہر ہوں

تعلیم، علم، حوض، حقیقت، تحریک، شاداب، پانی، روح

عملی سرگرمی

☆ اپنے آس پاس منعقد کسی جلسے میں جائیں اور غور کریں کہ اس جلسے میں لوگوں کے طور طریقے کیا ہیں؟

☆ کسی مذہبی شخصیت کے ایسے اقوال جمع کریں جن کے ذریعہ اچھی تربیت حاصل کی جاسکے۔

سبق-5

دنیا

ہے دنیا جس کا نانوں میاں یہ اور طرح کی بستی ہے
جو مہنگوں کو یہ مہنگی ہے اور سستوں کو یہ سستی ہے
یاں ہر دم جھگڑے اُٹھتے ہیں، ہر آن عدالت بستی ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں، انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے، یاں سودا دست بدستی ہے

جو اور کسی کا مان رکھے تو اس کو بھی ارمان ملے
جو پان کھلا دے پان ملے، جو روٹی دے تو نان ملے
نقصان کرے نقصان ملے، احسان کرے احسان ملے
جو جیسا جس کے ساتھ کرے پھر ویسا اس کو آن ملے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں، انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے، یاں سودا دست بدستی ہے
جو اور کسی کو ناحق میں کوئی جھوٹ بات لگاتا ہے
اور کوئی غریب اور بیچارہ حق ناحق میں لٹ جاتا ہے
وہ آپ بھی لوٹا جاتا ہے اور لاٹھی پاٹھی کھاتا ہے
جو جیسا جیسا کرتا ہے پھر ویسا ویسا بھرتا ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں، انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے، ماں سودا سب بدستی ہے

آپ نے پڑھا اور جانا

نظیر اکبر آبادی کو اردو نظم کا باوا آدم کہا جاتا ہے۔ نظیر کا تعلق اکبر آباد (آج کا آگرہ شہر) سے تھا۔ نظیر کے زمانے میں شعراء امیروں، رئیسوں اور شاہوں کے مزاج کے مطابق شاعری کر رہے تھے۔ نظیر نے ان شاعروں سے بالکل الگ عوام کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ انہوں نے اپنی نظموں کا موضوع میلے ٹھیلے، تیج تیوہار اور عام لوگوں کی سرگرمیوں کو بنایا۔ اور ساتھ میں زبان بھی عوام کی استعمال کی۔ ان کے اس انداز کو ان کے ہم عصر شعراء نے ناپسند کیا، اور انہیں گھٹیا اور کم تر شاعر کہا۔ لیکن نظیر اکبر آبادی کی عوامی مقبولیت نے بالآخر یہ ثابت کر دیا کہ وہ ایک اہم اور عظیم نظم گو شاعر تھے۔ نظیر اکبر آبادی کی کئی نظمیں جیسے دنیا، آدمی نامہ، بنجارہ نامہ، وغیرہ آج بھی اپنی اہمیت اور افادیت کے اعتبار سے ادب کے ہر حلقے میں معروف ہیں اور ان کے خالص ہندوستانی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ان کی شاعری تخیل کی پرواز نہیں بلکہ حقیقی زندگی کی ترجمان ہے۔

مشکل الفاظ کے معنی

لفظ	معنی
ہر آن	ہر وقت
عدالت	کچہری، جہاں مقدموں کے فیصلے ہوتے ہیں
عدل	انصاف
پست	نیچا، کم تر
یاں	یہاں
دست بدستی	اس ہاتھ سے اس ہاتھ میں

مان	عزت
نان	روٹی
آن ملے	آ ملے، آ کر ملے
ناحق میں	بلاوجہ، غیر ضروری طور پر

1. مختصر ترین سوالات:

(الف) کس کو اردو نظم کا باوا آدم کہا جاتا ہے؟

(ب) نظیر اکبر آبادی کا تعلق کس شہر سے تھا؟

(ج) نظیر نے کس طرح کی شاعری کی؟

(د) آدمی نامہ کیا ہے؟

(ہ) اکبر آباد کا نیا نام کیا ہے؟

2. مختصر سوالات:

(الف) اس نظم کے شاعر کو اردو نظم کا باوا آدم کیوں کہا جاتا ہے؟

(ب) نظیر اکبر آبادی کی شاعری کی اصل خوبی کیا ہے؟

(ج) اس نظم میں دنیا کو کس کس شکل میں پیش کیا گیا ہے؟

(د) اس نظم میں برائی کا بدلہ کس کس طرح پیش کیا گیا ہے؟

3. ## معروضی سوالات:

(i) نظیرا کبرآبادی کس طرح کے شاعر تھے؟

(الف) قصیدہ گو (ب) غزل گو

(ج) ہجو گو (د) نظم گو

(ii) شہر آگرہ کا پرانا نام کیا ہے؟

(الف) ملیح آباد (ب) اکبرآباد

(ج) الہ آباد (د) آگرہ آباد

(iii) "آدمی نامہ" کیا ہے؟

(الف) قصیدہ (ب) مرثیہ

(ج) غزل (د) نظم

(iv) جو اوروں کا مان رکھتا ہے اسے کیا ملتا ہے؟

(الف) ایمان (ب) ارمان

(ج) انعام (د) عزت

(v) کہاں ہر دم جھگڑے ہوتے ہیں اور ہر آن عدالت بستی ہے؟

(الف) سمندر میں (ب) آسمان میں

(ج) دنیا میں (د) جنگل میں

پڑھیے، سمجھیے اور کیجیے

مضاف وہ اسم ہے جس کا تعلق کسی دوسرے اسم سے ہو جیسے اللہ کا بندہ، شمشاد کی کتاب، ان میں بندہ اور کتاب کا تعلق اللہ اور شمشاد سے پیدا ہوتا ہے۔ جس کی طرف کسی شئے کا لگاؤ ہوتا ہے اسے مضاف الیہ کہتے ہیں۔ علامت اضافت: کا، کی، کے، اے، ای، نا، نی وغیرہ ہیں جیسے اس کا گھوڑا، اُن کے گھوڑے، اُن کی کتاب وغیرہ۔

اب مندرجہ بالا باتوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے، مضاف، مضاف الیہ اور علامت اضافت کی نشاندہی کیجیے:

- خدا کے فرشتے
- سرمد کا گھر
- میل کا پتھر
- ان کا ہاتھی
- ان کے گھوڑے
- امی کی باتیں

5. کسی بھی نظم یا غزل میں قافیے بدلتے رہتے ہیں اور تخلیق آگے بڑھتی رہتی ہے، مثلاً:

ہے دنیا جس کا نانوں میاں یہ اور طرح کی بستی ہے
جو مہنگوں کو یہ مہنگی ہے اور سستوں کو یہ سستی ہے

اس شعر میں 'بستی اور 'سستی'، قافیے ہیں۔ اس طرح کے ہم قافیہ اشعار اس نظم سے نقل کریں۔

6. ذیل کے الفاظ کی ضد لکھیے:

دنیا ....

مہنگا ....

بستی ....

پست ....

حق ....

غریب ....

مندرجہ ذیل الفاظ میں "نا" یا "بے" لگا کر نئے الفاظ بنائیں۔

حق ....

غیرت ....

جائز ....

مراد ....

انتہاء ....

حساب ....

شرم ....

واقف ....

عقل ....

سمجھ ....

عملی سرگرمیاں

- نظیر اکبر آبادی کی تصویر حاصل کیجئے اور اسے ہو بہو اسکیچ کرنے کی کوشش کیجئے
- اس نظم کو یاد کیجئے اور اپنے دوستوں کو سنائیے
- نظیر کی دوسری مشہور نظموں کو جمع کیجئے۔

سبق-6

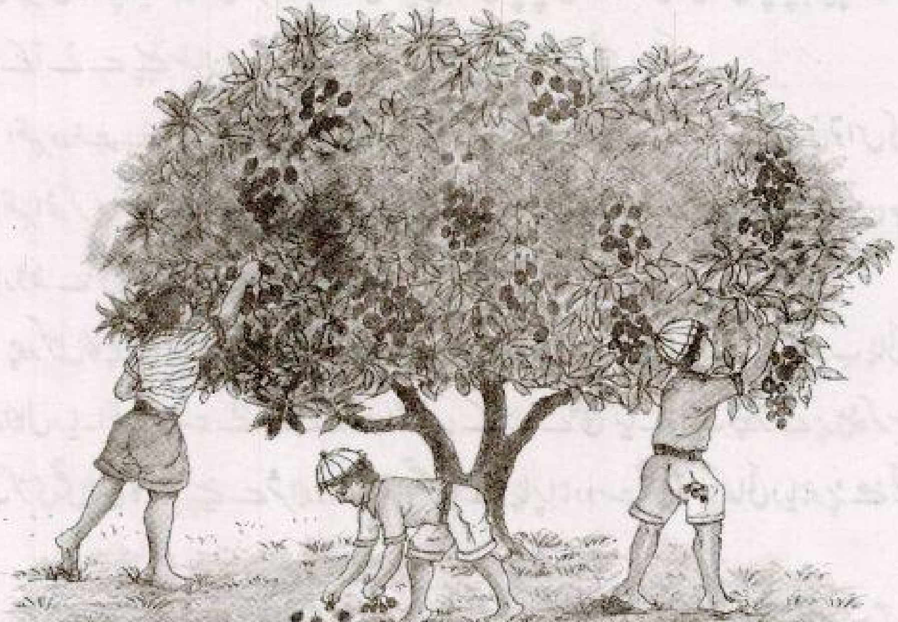

نصیحت

اظہر ایک ذہین لڑکا تھا۔ مگر پڑھنے میں اس کا دِل نہیں لگتا تھا، گاؤں کے ہی اسکول میں اس کا داخلہ گھر والوں نے کرادیا تھا۔ مگر اظہر روزانہ اسکول نہیں جاتا بلکہ کھیل کود اور باغیچے کی سیر میں لگا رہتا تھا۔ گھر کے تمام لوگ اظہر کی حرکتوں سے نالاں اور پریشان تھے۔ امّی کے لاکھ سمجھانے پر بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ والد بھی اکثر پڑھائی کے لئے تاکید کرتے مگر اظہر کے دل پر نصیحتوں کا کچھ اثر نہیں پڑتا۔

ایک روز کا واقعہ ہے، اظہر اپنا بستہ لئے اسکول جارہا تھا، راستے میں اس کا دوست سُفیان مل گیا۔ دونوں نے اپنا بستہ کہیں چھپادیا اور باغیچہ کی طرف چل دیئے۔ باغیچہ گاؤں کے قریب تھا۔ دونوں نے لیچی توڑنے کا فیصلہ کیا، اظہر

درخت پر چڑھ گیا۔ رسیلی لیچی دیکھ کر اظہر کے منہ میں پانی بھر آیا۔ وہ جلدی جلدی لیچی توڑ کر نیچے آنے لگا۔ نیچے کھڑا سُفیان ان لیچیوں کو اپنے پاکٹ میں بھرنے لگا۔ تبھی سفیان کو جمن چاچا کی آواز سنائی دی جمن چاچا باغیچے کے پہریدار تھے۔ ان کے آنے سے پہلے سفیان دوڑ کر بھاگ گیا۔ جمن چاچا کی نظر اس پر نہیں پڑ سکی۔

اظہر درخت سے اترتے وقت پھسل گیا۔ جمن چاچا نے جب کسی کے گرنے کی آواز سنی تو اس کی طرف دوڑے، اظہر اٹھ کر بھاگنا چاہ رہا تھا لیکن چوٹ کی وجہ سے بھاگ نہ سکا۔ وہ جمن چاچا کی پکڑ میں آ گیا، جمن چاچا نے اسے دو چار ڈنڈے بھی لگائے اور بڑبڑانے لگے۔

چور کہیں کا چوری کرتا ہے، خوف اور چوٹ سے اظہر کا برا حال تھا۔ جمن چاچا نے اس کی خوب پٹائی کی اور باغیچہ سے نکال دیا۔ اظہر اپنا بستہ لئے ہوئے روتا ہوا گاؤں کے کنارے پہنچ گیا۔ وہ ایک چبوترے پر بیٹھ کر ستانے لگا، دھوپ کڑی تھی اس کا جسم پسینے سے شرابور ہو رہا تھا، تبھی اسے اپنا پرانا دوست شبلی آتا دکھائی دیا جو پڑھنے لکھنے میں تیز تھا۔

شبلی نے اظہر کو چبوترے پر بیٹھا دیکھ کر پوچھا کہ کیوں اظہر آج تم اسکول نہیں گئے کیا؟ اظہر بہت گھبرایا، وہ بہت شرمندہ تھا۔ شبلی نے اظہر کے پاؤں میں خراش دیکھ کر پوچھا یہ خراش کیسی ہے؟ اظہر نے افسردگی اور ندامت کے ساتھ پوری کہانی کہہ ڈالی، کہانی سن کر شبلی کو بہت افسوس ہوا، اور اس نے اظہر سے کہا کہ اسکول سے غائب رہنے کا یہی نتیجہ ہے۔ وہ اسے اپنے گھر لے گیا، مرہم پٹی کے بعد خاطر تواضع کی جس سے اظہر کو کافی آرام ملا۔

شبلی کی والدہ ایک ضعیف اور نیک دل خاتون تھیں۔ انہیں اظہر کے کرتوتوں کا علم پہلے سے ہی تھا۔ شبلی کی زبانی جب انہوں نے تمام واقعات سنے تو پیار سے اظہر کو اپنے پاس بلایا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے شفقت بھرے لہجے میں بولیں "بیٹے اظہر شبلی تمہارا پرانا دوست ہے۔ وہ کبھی اسکول ناغہ نہیں کرتا۔ اس نے محنت کی اور امتحان میں کامیاب ہو کر شہر کے اچھے اسکول میں داخلہ لے لیا۔ تم بھی ہمیشہ اسکول جایا کرو کیونکہ جو بچے اسکول نہیں جاتے شیطان ان سے خوش ہوتا ہے۔ ایسے بچے ہمیشہ ناکام ہوتے ہیں۔ اور سنو لیچی توڑنے مت جایا کرو، دیکھو کتنی تکلیف اٹھانی پڑی۔ اچھے بچے چوری نہیں کرتے۔ یہ گناہ ہے۔ زیادہ کھیل کود میں مت رہا کرو۔ برے دوستوں سے دور رہا

کرو۔ اگر اچھی طرح پڑھ لکھ لوگے تو ایک دن اچھے اور باعزت آدمی بن جاؤ گے۔''

اظہر شبلی کی امی کی باتوں کو سن رہا تھا تب اس نے سوچا کہ واقعی مجھے اپنا قیمتی وقت برباد نہیں کرنا چاہئے۔ برے لوگوں کی صحبت سے آخر مجھے کیا ملے گا۔ لہذا شبلی کی ماں سے وعدہ کیا کہ میں اب اپنی پڑھائی پر دھیان دوں گا اور اچھا انسان بننے کی کوشش کروں گا۔ یہ کہتے ہوئے اظہر گھر کی طرف چل پڑا اور اسی اظہر نے ایک دن بڑا ڈاکٹر بن کر اپنے والدین کا نام روشن کیا۔

- ماخوذ

مشکل الفاظ کے معنٰی

لفظ	معنٰی
نصیحت	نیک مشورہ، اچھی صلاح
ذہین	عقل اور ذہانت سے بھرپور
شرابور	تربتر، بہت بھیگا ہوا
خراش	رگڑ، چھیلن

افسردگی	کمہلاہٹ، مایوسی
ندامت	شرمندگی، پچھتاوا
اظہر	صریح اور واضح، ظاہر، بہت نمایاں
تواضع	خاطر و مدارات، مہمان داری، آؤ بھگت
ضعیف	کمزور، بوڑھا
شفقت	رحم، محبت، پیار، لطف، مہربانی
ناغہ	غیر حاضری

آپ نے پڑھا اور جانا

اظہر ایک ذہین لڑکا تھا لیکن بری صحبت اختیار کرنے کی وجہ سے وہ نہ صرف یہ کہ بدنامیوں اور پریشانیوں کی زنجیروں میں جکڑا جا رہا تھا بلکہ اس کی تعلیم بھی بہت زیادہ متاثر ہو رہی تھی وہ ذہانت کے باوجود امتحانات میں اچھے نمبر حاصل نہیں کر پاتا لیکن جیسے ہی اسے شبلی جیسے نیک دل اور شریف دوست کا ساتھ ملا وہ اپنی بری عادتوں سے باز آ گیا، شبلی کی والدہ کی نصیحتوں پر اس نے عمل کیا اور آگے چل کر ایک بہت بڑا ڈاکٹر بنا۔

لہٰذا ہمیں بھی ہمیشہ نیک صحبت اختیار کرنی چاہئے اور بڑے بزرگوں نصیحت کو مان کر اس پر عمل کرنا چاہئے تب جا کر ہم زندگی میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور ملک و قوم کی خدمت کر سکتے ہیں۔

1. درج ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں، صحیح جواب چن کر اپنی کاپی میں لکھیں

(i) اظہر اپنی پڑھائی میں کیوں ناکام ہو رہا تھا؟

(الف) آرام کرنے کی وجہ کر (ب) لیچی توڑنے کی وجہ کر

(ج) بری صحبت اختیار کرنے کی وجہ کر (د) کھیلنے کی وجہ کر

(ii) اظہر کو کس نے نصیحت کی؟

(الف) شبلی نے (ب) شبلی کی والدہ نے

(ج) سفیان نے (د) اُستاد نے

(iii) طلباء کو اسکول روزانہ

(الف) نہیں جانا چاہئے (ب) جانا ضروری نہیں ہے

(ج) جانا چاہئے (د) جا کر وہاں کھیلنا چاہئے

(iv) جس طرح 'پڑھنا' مصدر سے 'پڑھائی' مشتق ہے اسی طرح 'لڑنا' سے مشتق ہوگا۔

(الف) لڑاکو (ب) لڑاتی

(ج) لڑانا (د) لڑائی

(v) 'شبلی' اسم کی کون سی مثال ہے؟

(الف) اسم معرفہ (ب) اسم نکرہ

(ج) اسم آلہ (د) اسم ظرف

2. **مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب خود حل کریں۔**

(i) اظہر میں کیا خامی تھی؟

(ii) اس کی عادت وخصلت میں کون سا عیب پایا گیا؟

(iii) گاؤں کے قریب کس پھل کا باغیچہ تھا؟

(iv) باغیچہ کا پہرہ دار کون تھا؟

(v) کس نے اظہر کو چبوترے پر بیٹھا دیکھا اور اس نے کیا نصیحت دی؟

(vi) اظہر پر کس کی بات کا اتنا اثر ہوا جس سے وہ ایک اچھا انسان بن گیا؟

3. **واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنائیں**

اثر		نصیحت	
پریشان		واقعات	
باغیچہ			

4. **خالی جگہوں کو کتاب کی مدد سے پر کریں**

(i) اظہر کا پڑھنے میں.............نہیں لگتا تھا

(ii) اظہر اپنا بستہ لئے.............جا رہا تھا

(iii) سفیان.............کو اپنے پاکٹ میں بھرنے لگا۔

(iv) ....باغیچہ کے پہرہ دار تھے۔

(v) چور کہیں کا.............کرتا ہے

(vi) ....نے اظہر کو چبوترے پر بیٹھا دیکھا

(vii) شبلی کی.............ایک ضعیف اور نیک دل خاتون تھیں

(viii) اظہر ایک دن.............بن کر دنیا کا نام روشن کیا۔

5. متضاد الفاظ تیار کریں

بے ایمان		انسان	
دھوپ		ضعیف	
اچھا		کامیاب	
خامی		روشن	

6. مندرجہ ذیل جملوں میں سے اسم اور صفت تلاش کریں

اظہر ایک ذہین لڑکا تھا۔ رسیلی لیچی دیکھ کر اظہر کے منہ میں پانی بھر آیا۔ چور کہیں کا چوری کرتا ہے۔ خوف اور چوٹ سے اظہر کا برا حال تھا۔ دھوپ کڑی تھی اور اظہر کا جسم پسینے سے شرابور تھا۔ اظہر کے پاؤں میں خراش دیکھا۔ اظہر افسردگی اور ندامت سے سر جھکائے بیٹھا تھا۔ مرہم پٹی کے بعد خاطر و تواضع کی۔ جس سے اظہر کو کافی آرام ملا۔

7. نیچے لکھے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

واقعہ	
قریب	
تکلیف	
کوشش	
درخت	
چوٹ	
صحبت	
علم	

8. کس کو کیا کہتے ہیں: جیسے نیکی کرنے والا۔ نیک

(i) خوب پڑھنے والا ....

(ii) رحم کرنے والا ....

(iii) مدد کرنے والا ....

(iv) محنت کرنے والا ....

(v) علم کا جاننے والا ....

9. مندرجہ ذیل کاموں میں سے کن کا تعلق ''حُسنِ سلوک'' سے ہے؟

- بھوکے کو کھانا کھلانا ....
- مجبور کی مدد نہیں کرنا ....
- بے سہارے کو سہارا دینا ....
- زبان شیریں نہ ہونا ....
- بے مروت ہونا ....
- بھٹکے کو راہ دکھانا ....

عملی سرگرمی

- کوئی مختصر سبق آموز کہانی لکھ کر لائیں

☆☆☆☆☆

سبق-7

مجاہدِ آزادی، ڈاکٹر سیّد محمود

ڈاکٹر سیّد محمود جدوجہدِ آزادی کے اہم ترین رہنماؤں میں تھے۔ ان کی پیدائش ضلع غازی پور کے ایک قصبہ سیّد پور بھتری میں 1889ء میں ہوئی۔ اُن کے والد مُلّا محمد عمر ایک دیندار اور فقیر منش انسان تھے۔ وہ اپنے بیٹے کو عالم بنانا چاہتے تھے۔ اُن میں دینی تعلیم کا رجحان پیدا کرنے کے لئے پیار سے "مُلّا سیّد محمود" کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کی ابتدائی تعلیم جونپور میں ہوئی پھر وہ بنارس چلے گئے، وہاں اُن کی انگریزی تعلیم شروع ہوئی۔ انگریزی تعلیم کے اثر سے آنکھیں کھلیں، پھر انہوں نے علامہ شبلی نعمانی وغیرہ کی تصانیف پڑھیں۔ ایک "انجمن اخوان الصفا" کے نام سے قائم تھی جس میں ہر ہفتہ تقاریر کے پروگرام ہوتے تھے۔ موصوف اس انجمن سے وابستہ ہوئے اور اس کے جلسوں میں تقریریں کرنے لگے۔ ان کی طبعی رجحانات کو دیکھتے ہوئے اُن کے سرپرستوں نے انہیں علی گڑھ بھیجنے کا فیصلہ کیا، چنانچہ وہ مزید حصول تعلیم کے لئے 1900ء میں بنارس سے علی گڑھ بھیج دیئے گئے، جہاں ان کی زندگی کے ایک نئے دَور کا آغاز ہوا۔ یہ وہ دور تھا جب علی گڑھ مسلمانوں کی ذہنی، سیاسی، تعلیمی اور علمی ترقیوں کا محور مانا جاتا تھا اور جو آواز علی گڑھ سے اٹھتی تھی سارے ہندوستان میں سنی جاتی تھی۔ حکومت برطانیہ مسلمانوں کے قومی وملی مفاد کے لئے علی گڑھ کو ہی مسلمان کا ترجمان مانتی تھی حالانکہ سیّد محمود میں ذہنی بیداری بنارس ہی کے مختصر قیام میں پیدا

ہو چکی تھی مگر ان کی تحقیقی نشو و نما علی گڑھ میں ہوئی، یہ وہ زمانہ تھا جب مسلمانوں میں ایک آزاد خیال طبقہ پیدا ہو رہا تھا۔

علی گڑھ کالج میں طلباء کا ایک گروپ ایسا تھا جو انگریز پروفیسروں کا حامی تھا اور ان کی پالیسیوں اور طور طریق کو علی گڑھ میں نافذ کرنے کے لئے آلہ کار بنا ہوا تھا۔ اس پست ذہنیت کے خلاف ڈاکٹر محمود نے سب سے پہلے آواز بلند کی اور عبدالرحمٰن بجنوری، تصدیق احمد خاں شیروانی، عبدالمجید بیرسٹر، قاضی تلمذ حسین کے ساتھ مل کر ایک خفیہ سوسائٹی کی بنیاد ڈالی۔ اس سوسائٹی میں مضامین پڑھے جاتے، مباحثے ہوتے کہ انگریزی طاقت کو کیسے ختم کیا جائے۔ اس طرح کالج کے انگریز قوم اور انگریزی حکومت اور کالج کے انگریز اسٹاف کے خلاف جو آگ اندر اندر سلگ رہی تھی وہ تیز ہو گئی، طلباء اور انگریز اسٹاف کے درمیان ایک خلیج پیدا ہونے لگی اور اندر اندر ہی سلگ رہی آگ ایک دن شعلوں کے روپ میں باہر آ گئی۔ چنانچہ 1907ء میں کالج میں ہڑتال کا وہ مشہور واقعہ پیش آیا جس نے سارے ہندوستان کو علی گڑھ کی طرف متوجہ کر دیا، ہڑتال کرنے کرانے سزا بھگتنے اور معاف کئے جانے، غرض یہ کہ اس کی ہر منزل میں سیّد محمود یورپ پہنچے اور انگریزوں کے وطن میں تین سال قیام کیا پھر جرمنی آئے۔ کیمرج گئے اور بیرسٹری کی ڈگری حاصل کی، پھر جرمنی سے پی ایچ ڈی مکمل کیا۔ ہندوستان کی تاریخ ان کا خاص موضوع تھی اور اس پر وہ عالمانہ نگاہ رکھتے تھے، وہ ہندوستان سے انگریز دشمن بن کر گئے تھے اور انہیں اس قوم کی خوبیوں کا بھی پتہ چلا۔ زمانہ قیام میں وہ سیاست میں بھی نمایاں حصہ لیتے رہے، اور وہاں جوانی کے جوش میں کچھ دنوں ریولوشن (انقلابی) سوسائٹی سے بھی وابستہ رہے، لیکن جب بعد میں اس کی پالیسی کا اندازہ ہوا تو اس سے علاحدہ ہو گئے۔

ڈاکٹر صاحب 1913ء میں وطن واپس آئے اور 1915ء سے نامور بیرسٹر مولانا مظہرالحق صاحب کی رہنمائی میں پٹنہ ہائی کورٹ میں وکالت شروع کی، ڈاکٹر سیّد محمود ایک ہونہار اور کامیاب وکیل ثابت ہوئے، مولانا مظہرالحق ان کی ذہانت اور بصیرت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ سینئر اور جونیئر کے تعلق کو رشتے داری میں تبدیل کر دیا۔ انہوں نے اپنی بھانجی رفیقۃ الفاطمہ سے ڈاکٹر سیّد محمود کی شادی کر دی جو ڈاکٹر صاحب کی انقلابی اور سیاسی زندگی کے سفر میں سچی ہمسفر ثابت ہوئیں۔

وہ سیاست میں بھی حصہ لیتے رہے اسی دور میں وہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے ممبر ہوئے، 1921ء تک وہ

پٹنہ ہائی کورٹ کے ممتاز بیرسٹروں اور صوبۂ بہار کے مُدبّر رہنماؤں کی صف اوّل میں شمار کئے جانے لگے ۔انہوں نے خلافت تحریک میں بھی حصّہ لیا اور 1921ء میں مرکزی خلافت کمیٹی کے جنرل سکریٹری منتخب کئے گئے ،اس کے بعد 1923ء میں پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے جنرل سکریٹری کے اہم ترین عہدے پر سرفراز کئے گئے ،انہوں نے ملک وقوم کے لئے غیر معمولی خدمات انجام دیں ۔قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں اور ایثار وقربانی کے اَن مِٹ نقوش قائم کئے ،1926ء میں دوبارہ جنرل سکریٹری بنائے گئے اور سات برس تک آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے عہدے پر سرفراز رہے۔اس دَور میں انہوں نے ملک کے طول وعرض کا دورہ کیا۔ ہزار ہا جلسوں میں پُر جوش تقاریر کیں ،خصوصاً بہار کے چپّے چپّے کو چھان مارا، بہت سے قابل ذکر جلسوں کی صدارت کی اور ورکنگ کمیٹی کے ممبر اور جنرل سکریٹری کی حیثیت سے ایسی لازوال خدمات انجام دیں جنہیں فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

آل انڈیا کانگریس ورکنگ کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے ڈاکٹر صاحب کی خدمات مختلف نوعیت کی تھیں ۔ایک طرف تو وہ ملک وقوم کی بنیادی خدمات میں دیگر اکابرین کے رفیق کار تھے،تو دوسری طرف مسلمانان ہند کے مفاد کی نگرانی ،ذمہ دارانہ طریقہ سے انجام دیتے تھے ۔1935ء کی اصلاحات کے نفاذ کے بعد جب اسمبلی کے لئے الکشن کا دَور آیا اور کانگریس نے انتخابات میں عملی حصّہ لینے کا فیصلہ کیا تو ڈاکٹر صاحب کا دوحلقوں سے کھڑے ہوئے اور دونوں حلقوں سے کامیاب ہوکر اسمبلی میں آئے ،جب بہار میں وزارت کی ترتیب ہونے لگی اور کانگریس نے عہدے قبول کرنے کا فیصلہ کیا تو اس وقت عوام کے ذہنوں خصوصاً اقلیتی طبقے کے ذہن میں یہ بات تھی کہ راجندر پرساد کے بعد کانگریسی حلقہ میں سب سے ممتاز اور جن کی شخصیت سب سے زیادہ قابل ترجیح ہوسکتی ہے وہ ڈاکٹر محمود کی ذات ہے اور آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے جنرل سکریٹری کا اعزاز اس امر کے لئے کافی تھا کہ وزارت عظمیٰ کا قلمدان ڈاکٹر صاحب کے لئے ہوگا لیکن ایسا نہیں ہوا اور وزارتِ تعلیم ،صنعت وحرفت ، قیادت اور زراعت کے لئے محکموں کا قلمدان ان کو دیا گیا،انہوں نے شعبۂ تعلیم میں پرائمری تعلیم پر خاص توجہ دی اس کی ترقی کے لئے اسکیمیں مرتب کیں اور اسکیموں کے ذریعہ انہیں مختلف شہروں میں پھیلایا۔

اشاعتِ تعلیم کے سلسلے میں انہوں نے بہار کے ذریعہ دوسرے صوبوں کی رہنمائی کی جس سے ناخواندہ افراد